The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Volume 2, number 2, October 2024

The Journal of Arts Sociology and Humanities (THE JASH)

thejash.org.pk, principal@thjash.org.pk

ترکھاناں دا مُنڈا اور میانوالی

تحریر: محمد خان نیازی آف چٹہ وٹہ

ایک عرصہ تک اغیار میانوالی والوں کو طعنہ دیتے رہے کہ پورے ہندوستان میں انگریزوں کو پروانۂ شمعِ ناموسِ رسالت غازی علم دینؒ شہید کو تختہ دار کے سپرد کرنے کی ہمت میانوالی جیل کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر نہ ہوئی۔ انگریزوں کا پھانسی کے لیے میانوالی جیل کو منتخب کرنے کی "رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند" کے مصداق کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا؛

مرا طعنہ مزن اے مدعی، طرز ادائیم بیں

منم رندے خراباتی سر بازار می رقصم [1]

"اے ظاہربین مدعی! مجھے طعنہ مت دے، میری طرزِ ادا دیکھ مَیں تو عشق کے شراب خانے کا رند ہوں۔اس لیے سرِبازار رقص کرتا ہوں ۔ "

اس کی تفصیل یوں ہے کہ یہ تو ایک اعزاز تھا جس کے لیے ربِ کریم نے پورے بر صغیر میں میانوالی کی سر زمین کو چن لیا۔ آج میں نوجوان نسل کو اُس زمانے کے اہلیانِ میانوالی کی طرزِ ادا ،اُن کے سرِ بازار رقصِ بِسمِل، ذہنی اضطراب، پیچ و تاب، دلِ بیتاب اور جیل کی دیواروں اور دروازوں سے سر پٹکتے ہوئے انسانوں کے سیلاب کی کہانی اجمالاً بتانا چاہتا ہوں کہ تاریخ کے ریکارڈ کی درستگی کے لیے نہایت اہم امرہے۔

1923ء میں ہسپتال روڈ لاہور کے ایک کتب فروش را جپال نے سرورِ کائنات ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ایک گستاخانہ کتاب شائع کردی۔ مسلمانوں کے جذبات انتہائی مجروح ہوئےمگر انہوں نے پہلے پہل قانونی چارہ جوئی کا راستہ ا پنایا ۔مقدمہ سُست روی سے چلتا رہا۔ ماتحت عدالت نے اُسے دو سال قیداور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی لیکن ہائی کورٹ لاہور کے جسٹس شادی لال کی عدالت سے وہ بری ہو گیا۔ ہندووں نے خوشی کے شادیانے بجائے ۔ مسلمانوں کے سینوں پرسانپ لوٹ گئے اور حکومتِ وقت سے مایوس ہو کرمسلمانوں کے صبر کا پیمانہ چَھلکنے لگا۔ 27 ستمبر 1927ءکو ایک مسلمان خدا بخش نے راجپال پر قاتلانہ حملہ کیا مگر وہ بچ گیا۔ حملہ آور کو فوراً ساٹ سال قید کی سزا سنا دی گئی۔ اس سے اگلے مہینے ایک اور سرفروش عبد العزیز نے را جپال کو قتل کرنے کی کوشش کی جونا کام رہی اور عبد العزیز کو چودہ سال کی سزائے قید ملی۔ ساتھ ہی راجپال کو سرکاری سیکیورٹی فراہم کر دی گئی مگر تا بہ کَے۔

The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Volume 2, number 2, October 2024

The Journal of Arts Sociology and Humanities (THE JASH)

thejash.org.pk, principal@thjash.org.pk

اَجل اُس گسُتاخ کے سر پر غازی علم دینؒ کی صورت نمودار ہوئی اور 6 اپریل 1929ء کو غازیؒ کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا ۔ راتوں رات غازی علم دینؒ کا ستارۂ قِسمت بامِ عرُوج پر پہنچ گیا اور وہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کا ہیرو بن کر اُبھرا۔ ہ ندوؤں کا غصّہ بھی دیدنی تھا۔ معاملہ عدالت میں گیا۔ انگریز ماضی قریب میں تحریکِ خلافت کے دوران میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے اتحاد و اتفاق سے خائف تھے سو اُنہوں نے دونوں قوموں کے اختلاف کی خلیج کو وسیع کرنے اور ہندوؤں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اس مقدمے کو سُرعت سے چلا کر اگلے ہی مہینے اس کو موت کی سزا سنادی۔ لاہور ہائی کورٹ نے اسی سال اپنے جولائی کے فیصلہ میں اس سزا کو برقرار رکھا ۔ غاؔزی کے اس اقبالی بیان کے باوجود کہ " میں نے کسی'انسان' کو قتل کرنے کا جرم نہیں کیا" (گویا راجپال ایک شیطان تھا)، قائد اعظؒم نے مقدُور بھر قانونی کوشش کی تھی مگر انگریز سرکار سزا پر تلی ہوئی تھی، سزا بحال رہی اور رحم کی اپیل بھی خارج ہو گئی۔غازی علم دینؒ 4 اکتوبر 1929 ء کو میانوالی کا مہمان بنا اور ستائیس دنوں بعد 31 اکتوبر 1929ء کو شہادت کے مرتبے پر فائز ہو گیا ۔تقریباً تیرہ دن اُس کا جسد خاکی امانتاً میانوالی کی مٹی کو افتخار بخشتا رہا اور اگلے دن علی الصبح لاہور پہنچایا گیا۔ [2]

ان لگ بھگ چالیس دنوں میں میانوالی کے دیوانوں اور فرزانوں پر کیا گزری ، یہی آج کا موضوع ہے۔

اُس زمانے میں ٹی وی تھا، نہ ریڈیو اور نہ ہی اخبار گاؤں گاؤں پہنچتے تھے۔ سوائے اس کے کہ صدرمقام ہونے کی وجہ سے چند اخبارات کی کاپیاں میانوالی شہر میں ضرور پہنچتی تھیں مگر یہ خبر پورے ضلع میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ۔ لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ روزانہ جیل کے باہر جمع ہو جاتے تھے جو اُس زمانے میں شہر سے دُور "ذخیرہ" نامی جنگل میں واقع تھی ۔ جوں جوں خبر دُور دراز کے دیہات تک پھیلتی گئی توں توں مسلمانوں کا مذہبی جنون انتہاؤں کو چھُونے لگا ۔ میانوالی کے لوگوں کا اس کڑے وقت میں کوئی لیڈر تھا اور نہ ہی پیشوا۔تحریک کے ایک وفد نے اس زمانے کے بزرگ مولوی اکبر علی جن کے نام کی مسجدآج بھی موجود ہے، سے فتویٰ لینے کا فیصلہ کیا کہ آیا جیل توڑ کر غازیؒ کو رہائی دلانا دینی لحاظ سے جائز ہے ؟۔ مزید برآں اگر اس کوشش میں جانیں چلی جائیں تو کیا یہ شہادت کی موت ہوگی؟- مولوی صاحب نے فرمایا ، "اگر غازی علم دین اس بات کی اجازت دے تو شہادت ہوگی اور اگر وہ نہ

The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Volume 2, number 2, October 2024

The Journal of Arts Sociology and Humanities (THE JASH)

thejash.org.pk, principal@thjash.org.pk

مانے تو یہ بلوہ ہوگا"۔ اُس کے رشتہ داروں نے ملاقات پر میانوالی کے لوگوں کے جذبات غازیؒ تک پہنچائے۔ اُس نے جو کچھ کہلا بھیجا ، اس کا مفہوم کچھ یوں تھا "میں میانوالی کے لوگوں کے جذبے کو سلام کرتا ہوں ، مجھے شہادت قبول ہے مگر ایسی رہائی منظور نہیں"۔[3]

لوگوں کا غصّہ اس جواب سے کسی حد تک ٹھنڈا ہوا مگر اس کو چھُڑانے کی اپنی سی کوششوں میں کمی نہ آسکی۔ شہرِمیانوالی ان دنوں سیاسی سرگرمیوں کا محور بن چکا تھا۔ اسی سال 1929ء کے جولائی میں معرُوف ہندو حریّت پسند بھگت سنگھ نےمیانوالی جیل میں تاریخی بھوُک ہڑتال کردی تھی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے 14 1دن تک جاری رہی تھی۔ وہ انتہائی لاغر ہو گیا تھا مگر کچھ کھانے پینے کو تیار نہ ہوتاتھا۔ جیل حکام ہروقت زبر دستی اُسے کچھ کھلانے کی کوشش میں مصروف رہتے تھے۔ اسی وجہ سے پورے برصغیر کے خصوصاً ہندو پریس کی مرکزِ نگاہ میانوالی جیل تھی ۔ چار اکتوبر 1929ء کو غازیؒ بھی میانوالی جیل میں رونق افروز ہوتا ہے ۔ اسے سیکیورٹی وارڈ (بیرک) 6 کی کو ٹھڑی (چکی) نمبر 10 الاٹ ہوتی ہے اور اگلے دن پانچ اکتوبر 1929ء کو بھگت سنگھ اپنے باپ کِشن سنگھ کے کہنے پر اور کانگریسی قرار داد کے نتیجے میں اپنی طویل بھوک ہڑتال ختم کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے جو اُس نے جیل میں دیسی اور انگریز قیدیوں کے درمیان امتیاز کی وجہ سے کر رکھی تھی ۔ میانوالی جیل اب مسلمان پریس کے ذریعے پورے برصغیر کے مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔ [4]

اہلیان میانوالی اس کو اپنی عزت و انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اور جیل کے باہر مسلسل نعرے بازی اور ہنگامہ آرائی جاری رکھتے ہیں ۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جیل کے ریکار ڈ کے ر جسٹرنمبر2اور ایڈیشن 1457 میں جس صفحےپر غازیؒ کا نام درج ہے اُسے دو دفعہ کاٹ کر تیسری مرتبہ صحیح طور پر لکھا جاسکا گویا لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم لرزہ بر اندام تھا۔ آخری دنوں میں جب بلیک وارنٹ موصول ہوا تو میانوالی کے نامعلوم جیالے نے اپنے کیر یئر کا خطرہ مول لیتے ہوئے بلیک وارنٹ متعلقہ جگہ سے نکال کر گمُ کر دیا ۔قانونی نکتۂ نظر سے بلیک وارنٹ کے بغیر پھانسی کی سزا نہیں دی جاسکتی تھی۔ایسا کرنے والوں کو یہ معلوم تھا کہ اس طرح پھانسی کی سزا روکی تو نہیں جا سکتی مگر مسلمانوں کے تمام شہروں میں پُر زور احتجاج کے باعث سزا معطل کرنے کی کوششوں کو چند دن مزید مل سکتے تھے ۔ اس واردات پر باقاعدہ انکوائری ہوئی لیکن ساتھ ہی نیا بلیک وارنٹ لاہور سے منگوانے کے لیےلکھا گیا۔اس طرح چند دن کے لیے سزا میں تاخیر ہوگئی اور شاید یہی مقصود بھی ہوگا۔ [4]

اس زمانے میں میانوالی میں خط پڑھنے والے بھی دس میل کے دائرے میں کوئی ایک آدھ ہی ملتا تھامگرہ دینی و قومی شعور اپنی بلندیوں کو چھُو رہاتھا ۔ اکبّر چھدروخیل ، بھریمّ غریب

The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Volume 2, number 2, October 2024

The Journal of Arts Sociology and Humanities (THE JASH)

thejash.org.pk, principal@thjash.org.pk

جیسے شاعرموجُود تھے جو اَن پڑھ ضرور تھےمگر دینی ومِلی شعُور سے کامِل آشنا تھے۔ بھریمؔ غریب تو ان چند جانبازوں میں شامل تھا جنہیں جیل حملے اور بلوہ کرنے کے الزام میں سزا بھی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے اپنی ماں بولی میں غاؔزی کے لیے جب واریں لکھیں تو لوگ دیوانہ وار پُرنم آنکھوں سے جیل کی مضبوط دیواروں سےیوں ٹکراتے تھے جیسے مرزا انیسؔ نے اپنے مرثیے میں دریائے فرات کی موجوں کاذکر کیا تھا کہ

"ساحل سے سر پٹکتی تھیں مو جیں فرات کی "۔[5]

ان شاعروں کی نظموں کا اثر اتنا زیادہ اور دوُر رَس تھا کہ آج تک ہمیں بھی بڑے بزرگوں سے سُنے ہوئے ان واروں کے کئی مصرعے از بر ہو گئے ، مثلاً،

مبارک ڈیو یارو، علم دین شہادت پائی

نک رَکھ سَٹس مسلمانان دا

چُھرے نال گسُتاخ دی رَت وَہائی۔[6]

The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Volume 2, number 2, October 2024

The Journal of Arts Sociology and Humanities (THE JASH)

thejash.org.pk, principal@thjash.org.pk

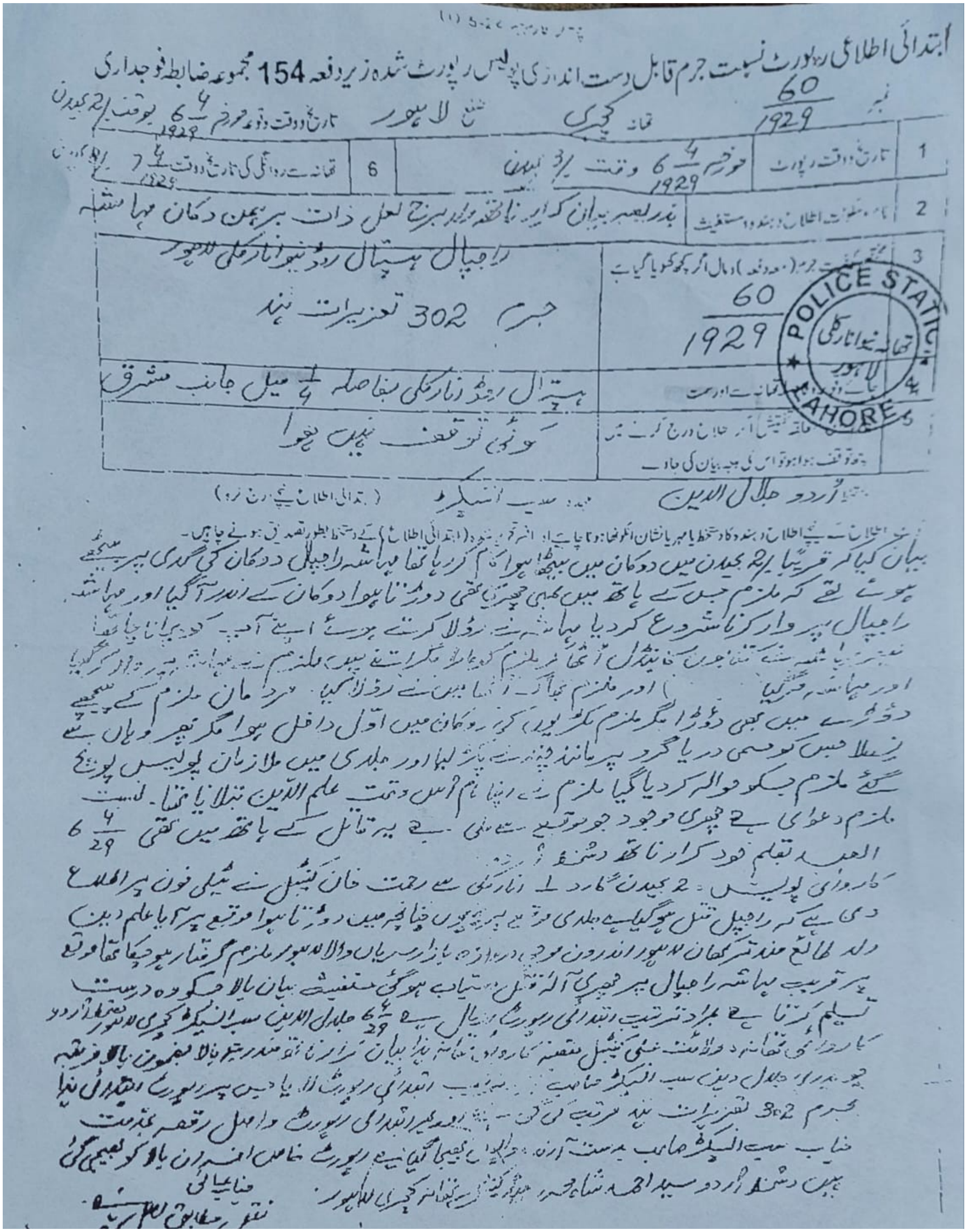

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

نمبر 60/1929 تھانہ کچہری ضلع لاہور تاریخ و وقت وقوعہ مورخہ 6/4/1929 بوقت ۱/۲ ۲ بجے دن

1	تاریخ و وقت رپورٹ	مورخہ 6/4/1929 وقت ۱/۲ ۳ بجے دن
6	تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت	7/4/1929 [illegible]
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث	بدر [illegible] بیان کرایا [illegible] ولد برج لعل ذات برہمن دکان مہاشہ راجپال ہسپتال روڈ نیو انارکلی لاہور
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ کھویا گیا ہے	60/1929 جرم 302 تعزیرات ہند
4	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت	ہسپتال روڈ انارکلی بفاصلہ ¼ میل جانب مشرق
5	کارروائی متعلق تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں جو توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جاوے	کوئی توقف نہیں ہوا

POLICE STATION — تھانہ نیو انارکلی لاہور — LAHORE

دستخط [illegible] بحروف جلال الدین

[illegible] انسپکٹر

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

[illegible] اطلاع دہندہ کا دستخط یا مہر یا نشان انگوٹھا ہونا چاہیے [illegible] (ابتدائی اطلاع) کے دستخط بطور تصدیق ہونے چاہیں۔

بیان کیا کہ تقریباً ۱/۲ ۲ بجے دن میں دوکان میں بیٹھا ہوا کام کر رہا تھا مہاشہ راجپال دکان کی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ملزم جس کے ہاتھ میں لمبی چھری تھی دوڑتا ہوا دوکان کے اندر آ گیا اور مہاشہ راجپال پر وار کرنا شروع کر دیا مہاشہ [illegible] کرتے ہوئے اپنے آپ [illegible] [illegible] ملزم [illegible] اور مہاشہ [illegible] اور ملزم [illegible] میں نے [illegible] مار دیا [illegible] ملزم کے پیچھے دوڑے میں بھی دوڑا مگر ملزم [illegible] کی دوکان میں اول داخل ہوا مگر پھر وہاں سے نکلا جس کو [illegible] پکڑ لیا اور جلدی میں ملازمان پولیس پہنچ گئے ملزم جسکو حوالہ کر دیا گیا ملزم نے اپنا نام اس وقت علم الدین بتلایا تھا۔ [illegible] ملزم دعویٰ ہے چھری موجود جو [illegible] ہے یہ قاتل کے ہاتھ میں تھی 6/4/29 [illegible] دستخط [illegible]

کارروائی پولیس: ۲ بجے دن گارد ۱ [illegible] سے رحمت خان کنسٹیبل نے ٹیلی فون پر اطلاع دی ہے کہ راجپال قتل ہو گیا ہے جلدی [illegible] موقع پر آیا علم دین ولد طالع مند [illegible] لاہور اندرون [illegible] ملزم گرفتار ہو چکا تھا موقع پر قریب مہاشہ راجپال پر چھری آلہ قتل دستیاب ہو گئی مستغیث بیان بالا جسکو وہ درست تسلیم کرتا ہے [illegible] ابتدائی رپورٹ [illegible] 6/4/29 جلال الدین سب انسپکٹر کچہری لاہور [illegible]

[illegible] تھانہ [illegible] کنسٹیبل [illegible] بیان [illegible] مضمون بالا [illegible]

[illegible] جلال دین سب انسپکٹر صاحب [illegible] ابتدائی رپورٹ [illegible] پر رپورٹ ابتدائی [illegible]

بجرم 302 تعزیرات ہند مرتب کی گئی [illegible] ابتدائی رپورٹ [illegible]

جناب [illegible] انسپکٹر صاحب [illegible] رپورٹ [illegible] افسران بالا کو بھیجی گئی

[illegible] بحروف سید احمد شاہ [illegible] تھانہ کچہری لاہور

[illegible]

نقل مطابق اصل [illegible]

The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Volume 2, number 2, October 2024

The Journal of Arts Sociology and Humanities (THE JASH)

thejash.org.pk, principal@thjash.org.pk

کئی مہینوں سے علامہ اقبالؒ کا یہ مصرعہ بھی زبانِ زد عام ہو کر میانوالی میں بھی پہنچا تھا کہ "آسیں گلّاں کردے رہ گئے تے ترکھاناں دا مُنڈا بازی لے گیا" [7]۔ اس کا عجیب و غریب نتیجہ یہ بھی نکلاکہ میانوالی کی دستکار اور ہنر مند برادری نے جنہیں عرف عام میں "کمی برادری" کہا جاتا رہا ہے اس تحریک کو مذہب اور برادری کی شرابوں کی آمیزش سے دو آتشہ کر دیا ۔ شاید اسی لیے بھریمؔ غریب ، مستری غلام رسول، نور دین ترکھان ، شیرن نہاریا جیسے نام مقدموں میں اور دیگر مقاماتِ آہ و فغاں پر نمایاں نظر آتے ہیں۔ 1960ء کی دہائی میں میرے بابا[8]نے بھی مجھے ایسے ہی ایک مجاہد سے جو میانوالی ریلوے اسٹیشن کے باہر تھڑے پر بیٹھ کر جوُتے مرمت کیا کرتا تھا، سے پوری عقیدت سے ملوایا تھا۔ اُس نے اپنے چہرے اور جسم کے دیگر حصوں پر پولیس سے مڈ بھیڑ کے دوران لگنے والے زخموں کے نشان بڑے فخر سے دکھائے تھے ۔ وہ غاؔزی کے صدقے لگنے والے ان نشانات کو اپنا توشۂ آخرت سمجھتا تھا اور میرے بابا ان زخموں کے نشانات کی زیارت کو ثواب خیال کرتے تھے ۔ میرے اُس وقت کے ننھے سے ذہن پر جو اثر اس ملاقات نے کیا وہ آپ نے اس مضمون میں محسوس کیا ہوگا۔ جملہ معترضہ سہی لیکن اسے یہاں درج کرنا افادیّت سے خالی نہیں ہو گا۔ میرے ایک ہم کار افسر ایک جملہ بڑے دُکھ سے ادا کیا کرتے تھے کہ " جس ملک میں غیر ہنر مند آدمی ایک ہنرمند، دستکار، ٹیکنیکل اور با عمل شخص کو حقارت سے 'کمی' کہہ کر مخاطب کرتا ہو وہ ملک کیا خاک ترقی کرے گا " ۔ اللہ تعالیٰ کا شُکر ہے کہ یہ رویے اب تیزی سے بدل رہے ہیں ۔اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ میانوالی کی باقی اقوام نیازی پٹھان، اعوان ،سیّد، قریشی، بلوچ ،مغل اور خٹک جیسی برادریاں کسی سے پیچھے رہیں بلکہ یک جان ہو کر مزاحمت کی زنجیرِ استبول بن گئیں کیونکہ؛

محبت چوُں تمام افتد ، رقابت از میاں خیزد،

بہ طوفِ شعلہ ئی ، پروانہ بہ پروانہ می سازد"[9]

(محبت جب کمال کے درجے پر پہنچ جاتی ہے تو درمیان سے رقابت اُٹھ جایا کرتی ہے ، دیکھا نہیں کہ شمع کے گرد طواف کرتے ہوئے ایک پروانہ دوسرے پروانے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوتا ہے) ۔

محمد اکبر خان خنکی خیل ہوں یا ملک عطا محمد خان، اہلیان میانوالی نے غازیؒ کے مہمانوں کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے ۔اُس زمانے میں ایک آدھ سرائے کے علاوہ کوئی ہوٹل تو تھے نہیں اس لیے لوگوں نے لاہور والوں کو اپنی بانہوں میں لے کر سینوں سے لگا لیا۔ جیل سے فرار کرانے کی پیشکش ہو یا میانوالی والوں کی جیل توڑ کر نکالنے کی کاوشیں ، پل پل

The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Volume 2, number 2, October 2024

The Journal of Arts Sociology and Humanities (THE JASH)

thejash.org.pk, principal@thjash.org.pk

کی خبریں غازیؒ تک جیل میں پہنچ رہی تھیں ۔اسی کا نتیجہ تھا کہ غازیؒ نے پھانسی سے قبل جیل ملاقاتوں کے دوران میں اپنے عزیز و اقارب کو جو وصیتیں کیں اُس میں اور باتوں کے علاوہ یہ جملے بھی شامل ہیں ۔

" اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد یہیں مجھے غسل دینا اور میانوالی میں میری نماز جنازہ پڑھانا تا کہ یہاں کے لوگوں کی دعاؤں سے بھی مجھے فائدہ پہنچے۔میانوالی کے لوگ سچے پکے مسلمان اور عاشق رسول ﷺ ہیں ۔ ان میں سے ہر شخص نے میر ے ملاقاتیوں ، لواحقین، رشتہ دار وں سے مثالی سلوک کیا ہے ۔ انہوں نے میری خدمت اور احوال پُرسی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ خدا اس شہر پر رحمتیں نازل کرے "۔[10]

پورے برصغیر کے مسلمانوں کا احتجاج صدا بصحرا ثابت ہوا۔ پہلی جنگِ عظیم کے فاتح برطانوی حکام گورنرڈی مونٹ مورنسی کی قیادت میں پوری رعوُنت سے اس مسئلے کو ڈیل کر رہے تھے۔ وہ جنہوں نے 1849 ء میں سکھوں سے پنجاب چھینے کے بعد تقریباً ایک صدی تک مسلمانوں کے تمام تر مطالبوں اور احتجاجوں کے علی الرغم بادشاہی مسجد کو فوجی چھاونی بنائے رکھا اُن کے لیے دوُر افتادہ میانوالی کے لوگوں کے بھر پور احتجاج کوبھی Seven Sisters (میانوالی کی زبان میں اِن پرندوں کے غول کو سیڑھیاں کہتے ہیں) کی چیخ و پکار سے زیادہ اہمیت نہ دی اور غازیؒ کو 31 اکتوبر 1929ء کو پھانسی کی سزا دے دی۔پولیس کی بھاری نفری جیل کے باہر اور اندر تعینّات کی گئی تھی جس کی قیادت سینئر ضلعی انگریز افسران کررہے تھے۔ پھانسی والے دن جیل کے باہر گھَمسان کارن پڑا ۔ہزاروں لوگوں کے پرزور احتجاج پر میّت کو باہر جیل کی ڈیوڑھی میں لانا پڑا تاکہ مظاہرین کے جوش و خروش کو کچھ کم کیا جاسکے مگر اب لوگوں کو دیدار میّت سے تسلی نہ ہوتی تھی۔ میّت کے حصول کا مطالبہ زور پکڑ گیا۔ مقامی حکام کو مّیت حوالے کرنے کے احکامات بالکل بھی نہیں دیے گئے تھے ۔ اس لیےجھگڑا طویل ہو گیا ۔ زبردست لاٹھی چارج اور شدید پتھراؤ کا تبادلہ ہوا ۔ ایک انگریز افسر کو لہو لہان کردیا گیا اورسینکڑوں مظاہرین بھی زخمی ہوئے۔ مقدمے قائم ہوئے اور حکام جیل کے اندر جنوبی سمت لاوارث قیدیوں کے قبرستان میں امانتاً غازیؒ کو دفنانے میں کا میاب ہو گئے[11]۔

تیرہ دنوں کی مسلسل شورشوں، جلسوں جلوسوں اور مذاکرات کے بعدمیّت میانوالی ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہوئی تو میانوالی کی گریہ وزاری دیدنی تھی،ہر آنکھ نم تھی اور ہر دِل افسردہ تھا۔ محکوموں کی بے بسی، نالہ و فریاد اور آہوں میں ڈَھل کر اشک رواں کی وہ صورت اختیار کرگئی تھی جو آج غزہ کے مسلمانوں پر اسرائیلی ظلم و بربریّت دیکھ کر اُمتِ مسلمہ کی ہے۔ میانوالی نے اپنا حق ادا کر دیا تھا۔ یہاں کے نمائندے لاہور تک میّت علامہ اقبالؒ،

The Journal of Arts, Sociology and Humanities

Volume 2, number 2, October 2024

The Journal of Arts Sociology and Humanities (THE JASH)

thejash.org.pk, principal@thjash.org.pk

میاں امیرالدین اور لواحقینِ غازیؒ کے حوالے کر کے اور چھ لاکھ نفوس والے اجتماعِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصِل کرکے دل گرِفتہ گھروں کو لوٹ آئے۔ یہ بات سو فیصد صحیح ہے کہ اصل بازی تو ضرُور ' ترکھاناں دامُنڈا' لے گیا مگر کوئی کسَرا ہلیانِ میانوالی نے بھی نہ چھوڑی تھی کہ مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوُب کیا ۔

ماخذ و مراجع

1) کلامِ عثمان ہارونیؒ المعروف شہباز قلندر

2) کتاب ؛ غازی علمُ الدین شہیدؒ

(مصنف : عبدالرشید عراقی، ترتیب و تدوین : ابو امامہ امرشاہد)

3) لاجواب باکمال : غازی علم دین شہیؒد میانوالی(30-08-2016)

https//m.facebook.com/Lajawab Bakamal

4) حدِ ادب : انوار حسین حقی ۔ سنٹرل جیل میانوالی کا پھانسی گھاٹ۔ شہادت گاہِ غازی علم دین شہیدؒ

anwarhaqqie@gmail.com (31-10-2017)

5) کلامِ میر ببر علی انیسؔ

6) شاعر: نامعلوم

7) زندہ روُد (مصنف؛ ڈاکٹر جاوید اقبال پسر علامہ محمد اقبالؒ)

روزگارِ فقیر (مصنف ؛فقیر وحیدالدین)

8) مقرب خان نیازی (زمیندار آف چٹہ وٹہ)

9) پیامِ مشرق (کلام ؛ علامہ محمد اقبالؒ)

10) غازی علمُ الدین شہیدؒ ۔مصنف ؛ عبدالرشید عراقی / سیف الحق ضیائی

11) غازی علم دین شہیدؒ کا میانوالی سے لاہور سفرِ آخرت ۔ مصنف؛ محمد یوسف خان چغتائی کا آرٹیکل؛ روزنامہ نوائے وقت ، 2 نومبر 2017 ء

12) علم دین کے خلاف کٹنے والی ایف آئی آر کی کاپی مضمون کے ساتھ لف ہے (صفحہ 4)